توحید اور شرک

تصنیف

مفکر اسلام شیخ طریقت حضرت سید محمد علی شاہ جعفری قادری نیازیؒ

المعروف بہ میکش اکبر آبادی

مرتب

سید فیض علی شاہ

توحید اور شرک

تصنیف

مفکر اسلام شیخ طریقت حضرت سید محمد علی شاہ جعفری قادری نیازیؒ

المعروف بہ میکش اکبر آبادی

مرتب

سید فیض علی شاہ

TAUHEED AUR SHIRK

By

MAIKASH AKBARABADI

نام کتاب	:	توحید اور شرک
مصنف	:	میکش اکبرآبادیؒ
مرتب	:	سید فیض علی شاہؒ
اشاعت	:	۲۰۲۲ء
ایڈیشن	:	تیسرا
قیمت	:	Rs. 50/-
کمپوزنگ	:	عبدالقوی
بہ اہتمام	:	بزم میکش، آگرہ
طباعت	:	مسلم ایجوکیشنل پریس، علی گڑھ

#9897165496

پیش لفظ

پیش نظر کتاب ''توحید اور شرک''، مفکر اسلام، شیخ طریقت سید محمد علی شاہ جعفری قادری نیازیؒ جو عظیم شاعر، نقاد، مفکر، عالم، صوفی ہیں اُن کی شاعری میں تصوف کے جو نظریات اور خیالات موجود ہیں وہ خود آپ کے تجربات اور واقعات روحانی ہیں ''عالم'' لفظ علمائے ربانیین کے لیے چھوٹا ہے۔ بلاشبہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ علوم روحانی سے گہری واقفیت آپ نے پائی تھی وہ ہی آپ کی تحریروں اور شعروں کو پُر اسرار عرفانیت عطا فرماتی ہے۔

یہ رسالہ جو ۷۰ کی دہائی میں لکھا گیا جس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد اور نظریات کا بیان سادہ اور سلیس زبان میں کیا گیا ہے یہ کتاب کسی کی ذاتی اور مسلکی تنقیص اور تشدد سے پاک خالص تحقیق پر مبنی ہے۔ قرآن و حدیث، اقوال ائمہ وفقہ نیز علمائے دین کی رائے سے جواز قائم کیا گیا ہے۔

بہت عرصے سے کتاب کی پھر ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو الحمدللہ اب تیسرے ایڈیشن کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

اللہ اپنے حبیبؐ اور ان کے اہل بیت و اصحاب کے صدقے میں ہمیں دین کامل کا صحیح فہم عطا فرمائے اور عشق رسول و آل رسول سے سرفراز فرمائے۔

سید فیض علی شاہ جعفری قادری نیازی
آستانہ حضرت میکشؒ، میوکٹرہ، آگرہ

علامہ میکش اکبرآبادیؒ: ایک ہمہ جہت شخصیت

آگرہ، جسے اکبرآباد بھی کہا گیا، اپنے شاہانہ جلال، تاج محل کے حسن و جمال، ہماری علمی روایت کے شکوہ اور ادبی تنوع کے لیے ہمیشہ سے جانا جاتا رہا ہے۔ بابر، اکبر اور جہانگیر نے اسے جہاں سطوت شاہی سے ہم آہنگ کیا تو میر، نظیر اور غالب کی اس سے نسبت نے اسے بے نظیر بنا دیا۔ پرانی باتیں تو چھوڑیے، ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارے زمانے میں بھی مغل عہد کا آگرہ تو نہ تھا لیکن اس شہر کو ایسے ایسے لوگوں سے نسبت تھی جو ہمارے زبان وادب کے آفتاب و مہتاب رہے اور ان سب میں ایک شخصیت ایسی تھی جو نابغہ روزگار بھی تھی، اپنے علم و فضل کے اعتبار سے دنیا بھر میں جانی پہچانی جاتی تھی۔ عرفان وتصوف کے باب میں وہ عارف بھی تھے اور دائرۃ المعارف بھی، کہنہ مشق شاعر، باعمل صوفی، قلم کے دھنی۔ وہ تھے جناب میکش اکبرآبادی۔

میکش صاحب ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جہاں دین و دنیا کے علوم اور تصوف کے چشمۂ صافی سے بہرہ مند لوگ وابستہ رہے۔ جو عرفان، تصوف اور سلوک کے ''جواہرِ غیبی'' کے مالک تھے۔ اس نام کی کتاب ان کے جداعلیٰ سید مظفر علی شاہ نے تصنیف کی تھی جو تصوف وسلوک، تزکیہ اور عرفان پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کے والد جناب سید مظفر علی شاہؒ بریلی کے شاہ نیاز علیہ الرحمہ کے فرزند حضرت شاہ نظامؒ سے بیعت تھے۔ میکش صاحب کے والد جو اچھے شاعر بھی تھے اور صوفی بھی، ان کا انتقال عین عالم جوانی میں ہو گیا۔ اس وقت میکش صاحب اور ان کے

چھوٹے بھائی بمشکل بالترتیب دوسال اور چار مہینے کے تھے۔ ان کی والدہ نے جوانی میں اپنی بیوگی کے مسائل اور مصائب کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ اگر چہ وہ خاتون تھیں اور دنیا کا انہیں وہ تجربہ یقیناً نہیں تھا جو ان کے مرحوم شوہر کو رہا ہوگا۔ لیکن یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہوں یا حضرت نظام الدین اولیاءؒ، یہ سب عالم طفلی میں ہی یتیم ہو گئے تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ان یتیموں نے اپنی گفتار، کردار، تقویٰ، طہارت، دانشمندی اور بالخصوص یادِ خداوندی اور خدمتِ خلق سے جس طرح ہمارے سماج کو سیکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اور جس طرح ان سے عقیدت و محبت کے ساتھ لوگ نیکی اور پاکیزگی، توکل اور استغنا کے درس لیتے ہیں وہ اپنی جگہ ایک مثال ہے اور میکش اکبرآبادی صاحب بھی حضرت غوث الاعظمؒ اور حضرت محبوب الٰہیؒ سے یہ مماثلت ضرور رکھتے تھے کہ ان کی طرح ان کی تعلیم و تربیت اور شخصیت کی نشو و نما بھی ان کی صاحب عظمت و عزیمت بیوہ ماں نے کی تھی بلکہ علامہ اقبال کے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''ان ہی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ طوفان''

میکش صاحب قادریہ چشتیہ (نیازیہ) سلسلے سے بیعت تھے اور انھوں نے شریعت اور طریقت کو جس سلیقے سے برتا اور فروغ دیا وہ مثالی ہے۔ ایک ایسا شخص جو بیک وقت صوفی بھی ہو اور شاعر بھی، نثر نگار بھی ہو اور نقاد بھی، وحدت الوجود کی فلسفیانہ بحثوں میں اس کے جواز کا شارح اور ترجمان بھی ہو، اسلام کے نغمہ سنجوں میں بھی رہا ہو اور 'نقدِ اقبال' جیسی کتاب کا مصنف بھی، جس میں اقبال کی فکر، ان کی شاعری اور وہ جو فلسفیانہ مباحث جو بالخصوص وحدت الوجود کے سلسلے میں اقبال کی شاعری اور نثر میں دیکھنے کو ملتے ہیں نیز ان تمام حضرات پر جو عرفان و تصوف کے نمائندے تھے ان پر انھوں نے انتہائی متوازن اور شائستہ انداز سے قلم اٹھایا ہے۔ وہ اقبال کی شاعرانہ عظمت کے قائل تو ہیں لیکن اقبالی مجرم نہیں۔

تصوف اور خاص طور پر صوفیاء کو لے کر اکثر ان کے ناقدین اور نکتہ چیں توحید و شرک کی بحث لے آتے ہیں اور یہ ثابت کرنے پر لگ جاتے ہیں کہ صوفیاء کے یہاں توحید کی نفی اور شرک کا ارتکاب ہوتا ہے۔ میکش صاحب نے ۱۹۷۵ء میں اپنی ایک تصنیف ''توحید اور

شرک'' کے حوالے سے اس سلسلے میں بہت سے بنیادی حقائق کو واضح کیا ہے اور مدلل انداز سے حقائق کو پیش کر کے یہ بتایا ہے کہ تصوف توحید سے گریز کا نام نہیں ہے۔ اسی طرح انھوں نے ۱۹۷۸ء میں ''مسائل تصوف'' جیسی اہم کتاب تصنیف کی۔ میری رائے میں جو مبتدیوں اور سالکین دونوں کے مطالعے میں رہنی چاہیے۔ اس لیے کہ اردو میں وہ اپنی نوعیت کی ایک غیر معمولی تصنیف ہے۔ سلسلۂ قادریہ سے میکش صاحب کی وابستگی محض نظری اور فکری نہیں تھی بلکہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ان کی عقیدت کا رشتہ بہت گہرا تھا۔ اس کا اندازہ ان کی اس تصنیف سے ہوسکتا ہے جو انھوں نے حضرت غوث الاعظم اور ان کے فرزند کے تذکرے کے سلسلے میں ۱۹۶۶ء میں زیورِ طبع سے آراستہ کرائی تھی۔

ان کی شعری فتوحات اور ہم عصر شعری منظرنامے پر نظر ڈالتے ہوئے ان کی ادبی حیثیت کے تعین کے لیے (۱) میکدہ (۲) حرف تمنا (۳) داستان شب نامی ان کے شعری مجموعوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ سیماب اکبرآبادی کی موجودگی میں اپنے شعر چراغ کو روشن کرنا آسان کام نہ تھا لیکن میکش صاحب نے اسے ممکن کر دکھایا۔ ان کی شاعری میں جو پختگی ہے، روایت پسندی ہے اور صوفیانہ افکار کی جو زیریں لہریں دیکھنے کو ملتی ہیں وہ ہمارے لیے ان کی شاعری کو بڑی قدر و قیمت کا حامل بناتی ہیں۔ تبرکاً ان کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

حیرت جلوہ سے چھایا ہے اندھیرا ہر سو
تیرے جلوؤں میں ہے عالم شبِ تنہائی کا

مجھ کو غیرت کہ تمھیں دیکھ رہی ہے دنیا
مطمئن تم کہ تماشا ہے یہی سودائی کا

جس سے بیدار ہوا تم میں حیا کا جذبہ
وہی عالم تھا مرے شوق کی رعنائی کا

ترے جلوؤں میں گم ہوں یا تری فرقتیں مٹ جائیں
یہ ہم سمجھے ہوئے ہیں ہے فنا انجامِ کار اپنا

ہجوم یاس میں بیگانگی کا شکوہ کس سے ہو
نہ ہم اپنے، نہ دل اپنا، نہ جاں اپنی، نہ یار اپنا

کہاں اب وہ سرورِ دورِ اول بزم ہستی میں
جسے کہتے ہیں دنیا ہے وہ اے میکش خمار اپنا

دل پہ تو حقیقتِ حسن مجاز ہے
آئینہ عکس حیرتِ آئینہ ساز ہے

میکش صاحب جب تک زندہ رہے وہ اور تنظیموں کے علاوہ بزمِ اقبال اور بزمِ نظیر

آگرہ کے صدر رہے اور بزم نظیر کو انھوں نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور مذہبی رواداری کا پلیٹ فارم بنادیا جو بسنت کا تہوار منائے جانے کے لیے بہت مشہور ہے۔ اب یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ان کے خاندان والوں بالخصوص شاہ اجمل صاحب نے بزم میکش کو بڑی خوبی اور سلیقے سے سجایا ہے اور ہر سال وہ ان کے نام پر اہل علم کو ان کے نام سے منسوب میکش ایوارڈ سے نوازتے ہیں اور اس طرح میکش صاحب کے کام، نام اور ان کی خدمات کو نہ صرف زندہ رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس کی توسیع میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کے متعلقین اور رفقاء کو اس کا اجرِ عظیم عطا کرے، آمین۔

پروفیسر اختر الواسع
سابق وائس چانسلر
مولانا آزاد یونیورسٹی، جودھپور
پروفیسر ایمریٹس (اسلامک اسٹڈیز)
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و حبیبہ و خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

''توحید اور شرک'' کا بھارت میں یہ دوسرا ایڈیشن ہے (پاکستان میں بھی یہ شائع ہو چکا ہے) اس چھوٹے سے رسالے میں جو باتیں کہی گئی ہیں وہ نئی نہیں ہیں ہمارے عالموں نے اس موضوع پر بہت سی اچھی اور بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں لیکن اس رسالے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ کچھ لوگوں نے یہ وطیرہ اختیار کرلیا ہے کہ گھر گھر جا کر مردوں اور عورتوں کو یہ بتائیں کہ ہم جو عقیدے رکھتے ہیں وہی ٹھیک ہیں اور جو اعتقاد کہ عام مسلمان اوران کے بزرگ عالم رکھتے ہیں وہ غلط اور شرک ہیں اس طرح وہ اپنی جماعت کی تعداد بڑھا کر تجارت کے اصول پر کچھ فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے عالموں نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ علمی زبان میں ہیں، ان کا انداز بحث کا اور عالمانہ ہے۔ مگر میں نے اس رسالے میں یہ لحاظ رکھا ہے کہ اپنی طرف سے تقریباً کچھ نہ کہا جائے، قرآن کی آیتیں اور حدیثیں بیان کردی ہیں تا کہ پڑھنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم اور ہمارے بزرگ جو عقیدے رکھتے تھے وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہیں۔ بحث کرنے اور دوسروں کو برا کہنے سے کوئی مسئلہ کبھی حل نہیں ہوا۔ نہ اس سے کوئی فائدہ ہے۔ عام لوگوں کی استعداد کا لحاظ کرتے ہوئے اور بات کو مختصر کرنے کے خیال سے قرآن کے علاوہ عربی کی عبارتوں کے بجائے ترجمے لکھ دیے گئے ہیں اور کتابوں کے حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ اس موقع پر اس حدیث کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز پڑھتا ہے اور دوسروں کو دکھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے، جو روزہ رکھتا ہے اور دوسروں کو دکھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے، جو صدقہ دیتا ہے

اور دوسروں کو دکھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔'' اس حدیث کو احمد (احمد ابن حنبلؒ) نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف (مرقاۃ، ص: ۱۰۴-۱۰۵)

لیکن یہ نئے زمانے کے مولوی ان کو نہیں روکتے جو حج کی نمائش کرتے ہیں قربانی کی نمائش کرتے ہیں۔ جس دین نے بازار میں کھانے والوں کو غیر ثقہ سمجھا اس دین کی پیروی کرنے والے عام مقاموں پر استنجا کرتے نہیں شرماتے۔ ایسی بہت سی باتیں ہیں جو دین کے نام پر ہوتی ہیں، اگر کوئی سچائی سے مسلمانوں کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو ان کے اخلاق اور معاشرت کی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔ مگر یہ حضرت کسی مصلحت سے ان باتوں کو نہیں روکتے۔

یہ لوگ عام مسلمانوں کو ذلیل کرنے اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کو نہیں مانتے۔ کیا یہ وہ سچ کہتے ہیں؟ کیا وہ فرشتوں اور پیغمبروں کو نہیں مانتے؟ زمین آسمان کو نہیں مانتے؟ اپنی خواہشات کو نہیں مانتے؟ اصل میں ان کو کہنا چاہیے کہ ہم خدا کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتے۔ قادر مطلق رزاق حقیقی نہیں مانتے۔ یہ وہ اس لیے نہیں کہتے کہ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ مسلمان خدا کے سوا کسی کو نہ معبود مانتا ہے نہ قادر مطلق اور رزاق حقیقی مانتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے، خدا کے سوا کسی کو نہیں پکارتے کوئی رزق نہیں دے سکتا۔ کوئی نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن یہ بھی غلط کہتے ہیں دن رات وہ دوسروں سے مدد مانگتے ہیں اور نوکری مانگتے ہیں مگر جب وہ قائل ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم معمولی چیزیں بندوں سے مانگتے ہیں جو زندہ ہیں مرے ہوئے آدمویں سے نہیں مانگتے کیونکہ وہ نہ سنتے ہیں نہ مدد کر سکتے ہیں مگر یہ بات کہ مردے سنتے نہیں یا مدد نہیں کر سکتے ؁ احدیثوں سے غلط ہے۔ دوسری بات

(۱) تفصیل اور سند کے لیے دکھئے الخنۃ الوہبیۃ فی رد الوہابیۃ بحوالہ مسلم بخاری و کتاب الروح علامہ ابن قیم شرح الصدور علامہ سیوطی اھوال القبور علامہ ابن رجب وغیرہ مصنفہ داؤد بن السید سلیمان مطبوعہ مکتبہ الشیق استنبول (ترکی) اور کشف النور عن اصحاب القبور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہم استنبول وغیرہ یہ کتابیں بریلی کے عالموں کی نہیں ہیں۔

یہ کہ اگر خدا کے سوا کسی سے مانگنا شرک ہے تو زندہ سے بھی مانگنا شرک ہے مردہ سے بھی چھوٹی چیز بھی اور بڑی چیز بھی۔ خدا کا شریک نہ مردوں کو بنانا جائز ہے نہ زندوں کو۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ خدا کی دی ہوئی طاقت اور اس کے حکم کے بغیر کوئی ایک تنکا بھی ہلا سکتا ہے تو وہ مشرک ہے اور خدا کے حکم اور اس کی عطا کی ہوئی طاقت سے کوئی پہاڑ کو انگلی پر اٹھا سکتا ہے اور چاند کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے تو وہ مشرک نہیں ہے۔

ایک مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات میں افضل ترین اور کامل ترین مانتا ہے اور اسی کے ساتھ حضور کو اللہ کا بندہ اور اس کی مخلوق تسلیم کرتا ہے اس کے بعد شرک کا امکان ہی باقی نہیں رہتا کیونکہ کوئی اور شخصیت کسی نبی کی یا ولی کی ایسی نہیں ہے جسے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل یا ان کے برابر سمجھتا ہو تو وہ اسے خدا کا شریک کیسے سمجھ سکتا ہے۔

اب جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس کے ثبوت قرآن حدیث سے دیکھئے:

وہ کام جو صرف خدا کے لیے ہی مخصوص سمجھے جاتے ہیں لیکن خدا نے ان کی نسبت اپنے بندوں کی طرف کی۔ اس لیے یہ شرک نہیں ہے کیونکہ خدا شرک نہیں کر سکتا۔

انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتیٰ باذن الله و انبئکم بما تاکلون وماتدخرون فی بیوتکم. (قرآن شریف)

(حضرت عیسیٰ نے کہا) میں تم لوگوں کے لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ جاندار پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھر میں کھا کر آتے ہو اور جو کچھ رکھ آتے ہو۔ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

قل یتوفکم ملک الموت الذی و کل بکم . الآیه (قرآن کریم)

کہہ دو وفات دیتا ہے تم کو موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

حضرت مریم سے فرشتے نے کہا کہ میں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں۔

انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا. (قرآن)

فرشتے نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں تا کہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

(ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

☆

بخاری اور مسلم اور تمام حدیثوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ سے کسی بات کو دریافت فرماتے تو صحابہ عرض کرتے اللہ ورسولہ اعلم اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر اللہ کے ساتھ علم میں رسول کا نام شریک کرنا ناجائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور صحابہ کو روکتے اور منع فرماتے۔ یہ جملہ اس حدیث میں بھی ہے جس میں حضور نے شرک سے منع فرمایا ہے۔ (مرقاۃ، ص:۸۴)

اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا اور فریاد کرنا شرک نہیں ہے

فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه (القرآن)

سو وہ جوان کی برادری کا تھا اس نے موسیٰ سے اس کے مقابلے میں جوان کے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی۔ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

اور قرآن میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الی الله قال الحواریون نحن انصار الله. (القرآن)

سو جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جائیں اللہ کے واسطے حوارین بولے ہم ہیں مددگار اللہ کے دین کے۔ (ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب)

تعاونوا علی البر و التقویٰ (القرآن)

ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ پر۔

اللہ کے علاوہ دوسرے بھی مدد کر سکتے ہیں۔

فالذین آمنوا بہ وعزروہ و نصروہ (قرآن کریم)

سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ (ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب)

قرآن میں حضرت سلیمان کا ذکر ہے کہ انھوں نے بلقیس کا تخت منگوانے کے لیے دوسروں سے امداد چاہی اور آصف بن برخیا نے آن واحد میں بلقیس کو مع تخت کے حاضر کر دیا۔

دوسرے سے نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور نفع بھی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنگ اسود کو بوسہ دیتے وقت فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم نے فرمایا کہ یہ نفع بھی پہنچا سکتا ہے اور نقصان بھی اور پھر قرآن کی آیت پڑھی **واذا اخذ ربک من بنی آدم الی آخرہ** ۔تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ایسی قسم سے جس میں اے ابوالحسن آپ نہ ہوں۔

(ترجمہ عین القاری شرح صحیح بخاری جز رابع ص:۶۰۶)

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفا عطا فرماتے تھے اور مقاصد پورے کرتے تھے لوگ شفا اور مقاصد حاصل کرنے کے لیے پانی لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔روایت کیا اس کو مسلم نے۔

(مشکوٰۃ، مرقاۃ، جلد:۵،ص ۳۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ سے سوال کرنے کا حکم دیا اور جنت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

ربیعہ عن کعب سے روایت ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ رہا۔ پس میں حضور کے وضو کا برتن اور ضرورت کی چیزیں لایا تو حضور نے مجھ سے فرمایا، مانگ لو، میں نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں تو حضور نے فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور بھی، میں نے عرض کیا بس یہی مانگتا ہوں۔ تو فرمایا کہ اچھا کثرت سجود اختیار کر۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (مشکوٰۃ)

اس کی شرح میں ملا قاری فرماتے ہیں۔ سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے اپنی حاجت طلب کر۔ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ یعنی میں تجھے تحفہ دیتا ہوں تیری خدمت کے مقابلے میں کیونکہ کریم کی شان یہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی کریم نہیں ہے اور سوال کا حکم مطلق طور سے لانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں میں سے جو بھی حضور چاہیں اس کے بخشنے اور دوسروں کو دینے کا اختیار دے دیا تھا اسی لیے ہمارے اماموں نے حضورؐ کی خصوصیات میں بیان کیا ہے کہ وہ جو چاہیں اور جس کو چاہیں دے سکتے ہیں جیسے کہ حضورؐ نے خزیمہ ابن ثابت کی ایک گواہی کو دو گواہی کے برابر قرار دے دیا، جسے بخاری نے روایت کیا ہے اور اسی طرح ام عطیہ کو نوحہ کرنے کی اجازت دے دی جسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ (ترجمہ: مرقاۃ، جلد ۱، ص: ۵۵۰)

اللہ کے سوا دوسروں سے مدد مانگنا انھیں پکارنا اور ان کا وسیلہ بنانا حدیث سے جائز ہے۔ جس کو کوئی ضرورت پیش آئے تو چاہیے کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اس طرح دعا مانگے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی کے زریعہ سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں جو محمد ہیں اور نبی رحمت ہیں۔ یا محمد میں آپ کے وسیلے سے اپن رب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ اس حاجت کے بارے میں تو وہ حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

روایت کیا اس کو ترمذی نے نسائی نے ابن ماجہ نے اور حاکم نے۔

(ترجمہ: از حرز الثمین شرح حصن حصین)

اور جب سواری کا جانور بھاگ جائے تو چاہیے کہ پکارے اللہ کے بندوں میری مدد کرو۔ اس حدیث کو بزار نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اور ابن السنی نے حضرت ابن مسعود سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی سواری کا جانور چٹیل

میدان میں بھاگ جائے تو پکارو اے عباداللہ اسے پکڑلو تو اللہ کے خاص بندے زمین پر ہیں جو اسے پکڑلیں گے اللہ تم پر رحم کرے۔ روایت کیا ہے اسے ابن ابی شیبہ نے ابن عباس کے قول سے۔ اور ایک جگہ ہے کہ جب مدد مانگنا چاہے اور فریاد کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس طرح کہے اے عباداللہ میری مدد کرو تین بار روایت کیا ہے اسے طبرانی نے زید بن علی سے اور انھوں نے عقبہ بن غزوانؓ سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب تمہاری کوئی چیز کھو جائے یا تم مدد مانگنا چاہو اور تم ایسی جگہ ہو جہاں کوئی انیس نہ ہو تو چاہیے کہ کہو یا عباداللہ میری مدد کو پہنچو (دو بار) اس لیے کہ اللہ کے ایسے خاص بندے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے ہو اور یہ مجرب ہے یہ بھی طبرانی نے روایت کی ہے اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے جو مسافروں کے کارآمد ہے اور مشائخ سے روایت ہے کہ یہ مجرب ہے [1]۔ (ترجمہ از حرز الثمین شرح حصن حصین)

یا عباداللہ کی شرح میں حضرت ملا قاریؒ نے لکھا ہے کہ عباداللہ سے مراد یا تو فرشتے ہیں یا وہ جن جو مسلمان ہیں یا وہ رجال الغیب ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔

(ترجمہ از حرز الثمین)

---

(۱) طبرانی کی اس روایت میں ایک راوی عقبہ بن غزوان ہیں جن کے متعلق ظفر جلیل شرح حصن حصین میں مولوی قطب الدین احمد احراریؒ نے یہ لکھ دیا کہ عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ مولانا کو نام سے غلط فہمی ہوئی ہے یہاں جو راوی عتبہ بن غزوان ہیں وہ صحابی ہیں ان سے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کے علاوہ ان سے خالد بن عمرؓ نے روایت کی ہے دیکھا اکمال فی السماء الرجال۔ یہ عتبہ بن غزوان المازنی صحابی ہیں اور جو عتبہ ابن غزوان کو جو مجہول الحال ہیں وہ عتبہ ابن غزوان الرقاشی ہیں یہ تابعی ہیں اور حضرت ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ہارون ابن رباب نے روایت کی ہے دیکھو میزان الاعتدال ص:۲۷۷ ان کے علاوہ اس روایت کے رواۃ حضرت ابن عباسؓ ہیں نیز ابن السنی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ اس جگہ تو حضرت عتبہ ابن غزوان صحابی سے صرف طبرانی نے روایت کی ہے وہ بھی حضرت زید بن علی زین العابدین علیہ السلام کے واسطے سے۔ اس لیے اس روایت کے معتبر ہونے میں کوئی شک نہیں خاص کر اس صورت میں جبکہ یہ روایت دوسرے صحابیوں حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے روایت کی ہے۔

مُردوں سے اور مزاروں پر دعا مانگنا جائز ہے

حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ (حضرت امام) موسیٰ کاظم کی قبر دعا قبول ہونے کے لیے تریاق مجرب ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ شخص جس سے اس کی زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس کی موت کے بعد بھی اس سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔

سیدی احمد بن زروق جو کہ کتاب الحکم کے شارح ہیں اور دیار مغرب کے اعاظم فقہا اور علمائے صوفیہ میں سے ہیں۔ فرمایا کہ شیخ ابوالعباس حضرمی نے ایک دن کہا کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا مردے کی تو میں نے کہا کہ وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردے کی امداد زیادہ قوی ہے تو شیخ ابوالعباس نے فرمایا کہ ہاں کیونکہ مردہ حق تعالیٰ کے نزدیک ہوتا ہے۔ اس بارے میں گروہ علماء کے بہت سے اقوال منقول ہیں اور قرآن وحدیث اور بزرگان سلف کے اقوال میں کوئی بات اس کے خلاف نہیں ہے اور اس کے خلاف کوئی بات کیسے ہوسکتی ہے جب کہ دن میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ روح زندہ ہے اور وہ زیارت کرنے والوں کو جانتی ہے اور ان کا شعور رکھتی ہے خاص کر کاملین کی روحیں جن کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے جیسا کہ ان کو زندگی میں حاصل تھا بلکہ اس سے زیادہ۔

اگر انکار کا سبب یہ ہے کہ مردوں کو کوئی قدرت نہیں ہے اور وہ کچھ نہیں کر سکتے، نہ کہ امداد کرنا اور وہ اپنے حال میں مشغول ہیں اور پریشان ہیں تو یہ بات سب مردوں کے لیے صحیح نہیں ہے۔ خاص کر ان متقین کی شان میں جو اولیاء اللہ ہیں، کیونکہ ان کی روحوں کو خدا کا قرب اور برزخ اور منزلت اور ان کی قبر پر حاضر ہونے والے کے لیے اور ان کا وسیلہ پکڑنے والے کے لیے شفاعت اور دعا حاجت کی طلب پر قدرت حاصل ہے جس طرح کہ قیامت کے دن حاصل ہوگی۔ اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے۔ بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے قول والنازعات غرقا سے فالمدبرات امرا[1] تک کی تفسیر اس طرح کی کہ اس سے مراد کامل لوگ ہیں۔

---

(۱) وعن المدبرات امرا۔ قال (علی علیہ السلام) الملٰئکۃ۔ بخاری

بزرگوں اور صاحب کشف لوگوں سے، کاملین کی روحوں سے مدد چاہنے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے بارے میں جو روایات منقول ہیں وہ شمار سے باہر ہیں۔

پھر یہ جان لینا چاہیے کہ اختلاف انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کے بارے میں ہے کیونکہ انبیاء تو دنیا کی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ ہم نے اس بات کو منکرین کی وجہ سے طول دیا ہے کیونکہ ہمارے زمانے ہی میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں جو اس دنیا سے گزر جانے والے اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کو جائز نہیں سمجھتے حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو (بقول اللہ تعالیٰ کے) اپنے رب کے پاس زندہ ہیں لیکن لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔ اور یہ لوگ اولیاء اللہ کی طرف توجہ کرنے والوں کو ایسا مشرک کہتے ہیں جیسا کہ بتوں کے پوجنے والے مشرک ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں لیکن ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں ہے وہ صرف اٹکل سے کام لیتے ہیں۔[1]

(ترجمہ از شرح مشکوٰۃ عربی مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

---

(۱) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے پہلے اسلام میں موجود نہ تھا یا کم سے کم مشہور نہ تھا۔ اس موقع پر اتنا جان لینا چاہیے کہ عرب کے بدوی قبائل میں سے ایک شخص محمد بن عبدالوہاب نجد میں ہوا ہے جو کعبے پر حکومت کرنے اور حاجیوں کی نذریں وصول کرنے کا متمنی تھا۔ اس زمانے میں کعبے پر شریف کی حکومت تھی جو بنی ہاشم کے خاندان سے تھے۔ ان کے خلاف جہاد کرنا اور کعبے میں قتل و غارت کرنا شریعت اسلام میں کس طرح جائز نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔ اس لیے نجدی نے یہ نظریہ ایجاد کیا کہ موجودہ مسلمان اور خصوصاً کعبے کے متولی اپنے عقائد کی وجہ سے مشرک اور کافر ہیں ان کا مال لوٹنا اور ان کی عورتوں کو لونڈی بنالینا جائز ہے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لیے اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید ہے۔ اور پھر حرم شریف میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ یہ کتاب حرم شریف پہنچی تو حرم شریف کے علماء نے اس کا جواب دیا۔ جسے مولانا فضل رسول بدایونی مرحوم مغفور نے اپنی کتاب سیف الجبار میں نقل فرمایا ہے۔ زمانۂ حال میں مولوی مسعود عالم ندوی نے محمد بن عبدالوہاب نام کی ایک کتاب محمد ابن عبدالوہاب کی حمایت میں لکھی ہے اور اسے ایک مظلوم مصلح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں ندوی صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نجدیوں نے حاجیوں کے قافلے لوٹے، اس کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ مولوی سید انور شاہ صاحب استاد دارالعلوم دیوبند کی تحقیق میں محمد بن عبدالوہاب کند ذہن اور جاہل تھا۔

حضرت امام بخاری کے وصال کے دو سال بعد اہل سمرقند نے بارش کی کئی مرتبہ دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی تو بعض صالحین نے قاضی سمرقند سے کہا کہ لوگوں کو لے کر امام بخاری کی قبر پر حاضر ہو اور بارش کی دعا کرو۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لوگ ان کی قبر پر جا کر روئے اور صاحب قبر کی شفاعت کے طلبگار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پانی برسادیا اور بہت زیادہ برسایا۔

(ترجمہ از مرقاۃ شریف، جلد:۱،ص:۱۵)

امام مسلم کے بیان میں ملا قاری نے لکھا ہے کہ ہمارے بزرگوں کے بزرگ علامۃ العلماء المتبحرین شمس الدین محمد جزری نے مقدمہ شرح مصابیحا لمسمیٰ بہ تصحیح المصابیح میں لکھا ہے کہ میں نے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی نیشاپور میں زیارت کی اور بطور تبرک و تیمن بعض حصہ صحیح مسلم کا ان کی قبر کے پاس پڑھا اور برکت کے آثار ان کی قبر پر پائے اور وہاں مجھے قبولیت حاصل ہوئی۔ (ترجمہ مرقاۃ، جلد:۱،ص:۱۷)

اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے بھی پیغمبروں نے مدد مانگی

اس موقع پر یہ جان لینا چاہیے کہ اگر خدا کے علاوہ کسی غیر خدا پر بھروسہ کرلیا جائے اور اسے خدا کی مدد کا مظہر نہ سمجھا جائے تو اس سے مدد مانگنا حرام ہے اور اگر التفات خدا کی جانب ہو اور غیر خدا کو خدا کی مدد کا مظہر سمجھا جائے اور اسباب و حکمت کے کارخانے پر نظر رکھتے ہوئے خدا کے سوا کسی سے ظاہری مدد مانگی جائے تو یہ بات عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں جائز ہے۔ پیغمبروں اور اولیاء اللہ نے غیر خدا سے اس قسم کی مدد مانگی ہے، درحقیقت یہ مدد غیر سے نہیں ہے بلکہ خدا ہی سے ہے۔

(ترجمہ تفسیر عزیزی (تفسیر ایاک نعبد وایاک نستعین) مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی)

فرمان حضرت پیران پیر غوث اعظم بغدادی رضی اللہ عنہ

جو کوئی مصیبت کے وقت مجھ سے فریاد کرے اس کی مصیبت دور کردی جاتی ہے اور جو پریشانی کے وقت میرا نام لے کو مجھے پکارتا ہے تو اس کی پریشانی دور ہو جاتی ہے اور جو کوئی اپنی حاجت میں اللہ تعالیٰ سے میرے وسیلے سے مانگتا ہے اس کی حاجت پوری کردی جاتی ہے۔ (ترجمہ از بہجۃ الاسرار)

مردے سنتے ہیں

اصل میں تو سوال یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے یا نہیں لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے بھی سنتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور ساتھ والے جب واپس ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتے کی آواز سنتا ہے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے اس کے لفظ بخاری کے ہیں۔ (ترجمہ از مشکوۃ، مرقاۃ، ص: ۱۶۳)

حدیثوں سے ثابت ہے کہ مردہ یہ جانتا ہے کہ کون اسے کفن پہنا رہا ہے اور کون اس پر نماز پڑھ رہا ہے اور کون اسے اٹھائے ہوئے ہے اور کون اسے دفن کر رہا ہے۔ یہ دلیل ہے اس پر کہ مردہ قبر میں زندگی رکھتا ہے۔ (ترجمہ از مرقاۃ، ص: ۱۶۳)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) غازیان دین کو حکم دیا کہ کشتگان راہ خدا کی آخری زیارت کر کے سلام بھیجیں اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روز قیامت تک جو کوئی ان پر سلام بھیجے گا وہ اس کا جواب دیں گے۔ (حالات مصعب ابن عمیرؓ، مہاجرین حصہ اول، ص: ۳۵۶، بحوالہ طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث، ص: ۸۵)

کافروں کے مُردے بھی سنتے ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولین کے نام لے کر پکارا اور ان سے

سوالات فرمائے تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسے جسموں سے بات کرر ہے ہیں جن میں روح نہیں ہے تو آنحضرتؐ نے خدا کی قسم کھا کے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سن سکتے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سن رہے ہیں لیکن وہ جواب نہیں دے رہے ہیں۔ یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

(ترجمہ از مدارج النبوۃ، جلد:۲،ص:۶۰)

حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے جو اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر سے گزرے جسے وہ دنیا میں پہچانتا ہو اور وہ اسے سلام کرے تو مردہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (ترجمہ مرقاۃ،ص:۴۰۶)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے[۱] کہ تم نہیں سنا سکتے ان کو جو قبر میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان کو نہیں سنا سکتے ہیں، لیکن وہ سمجھتے ہیں۔

(ترجمہ عینی شرح بخاری، جلد:۴،ص:۵۸۸)

نماز میں حضورؐ کا تصور کرنا اچھا ہے

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے احیاء علوم میں فرمایا ہے کہ نماز میں السلام علیک کہنے سے قبل حضورؐ کی صورت کو اپنے دل میں حاضر کرو اور یہ سمجھ لو کہ حضور زیادہ مالک ہیں اس بات پر کہ وہ تمھیں اس سے زیادہ واپس عطا فرمائیں گے۔

(ترجمہ مرقاۃ، جلد:۱،ص:۵۵۸)

---

(۱) وماانت بمسمع من فی القبور

اس آیت میں کافروں کو اہل قبور سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ دوسری جگہ قرآن نے کہا ہے کہ وہ گونگے ہیں اور بہرے ہیں اور اندھے ہیں صم بکم عمی تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کی بصارت اور سماعت وغیرہ جاتی رہی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حق بات کو وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اسی لیے آگے کی روایت میں کہا ہے لو شاء اللہ لذھب بسمعھم و ابصارھم اگر اللہ چاہے تو ان کو اندھا اور بہرا کردے۔

مُردوں سے بھی اسی طرح شرم کرنا چاہیے جس طرح زندوں سے کی جاتی ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے گھر میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دفن) ہیں داخل ہوتی تھی۔ اور کپڑے پہننے میں احتیاط نہ کرتی اور یہ کہتی تھی کہ یہ میرے شوہر ہیں اور یہ میرے باپ (ابوبکر صدیقؓ) ہیں۔ لیکن جب عمرؓ ان کے پاس دفن کردیے گئے تو خدا کی قسم میں وہاں جب بھی گئی تو اچھی طرح کپڑا اوڑھ کر گئی کیونکہ مجھے عمرؓ سے شرم آئی۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے۔

(ترجمہ مشکوٰۃ شریف، مرقاۃ جلد:۲، ص:۲۰۹)

قبروں کا احترام اوران کو بوسہ دینا

ایک دفعہ حضرت ابوایوب (انصاری) آنحضرتؐ کے روضۂ اطہر کے پاس تشریف رکھتے تھے اور اپنا چہرہ ضریح اقدس سے مس کررہے تھے اس زمانے میں مروان مدینے کا گورنر تھا وہ آ گیا اس کو بظاہر یہ فعل خلاف سنت نظر آیا لیکن حضرت ابوایوب سے زیادہ مروان واقف رموز نہ تھا اصل اعتراض کو سمجھ کر آپ نے فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اینٹ اور پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(سیر انصار مولفہ مولانا سعید انصاری، ص:۱۱۸ بحوالہ مسند امام احمد، ص:۴۲۲)

ہمارے شیخ زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ برکت والے مکانات کا برکت حاصل کرنے کے لیے چومنا اور اسی طرح نیک لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں چومنا۔ قصد اور نیت کے اعتبار سے اچھا اور قابل تعریف ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ وہ جگہ اپنے جسم سے کھول دیجیے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما تھا۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے بھی حضورؐ کے آثار سے اور حضور کی آل سے برکت حاصل کرنے کے لیے وہاں بوسہ دیا۔ ثابت بنانی حضرت انس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے

تھے جب تک اسے بوسہ نہ دے لیں اور فرماتے یہ وہ ہاتھ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو مس کیا ہے اور شیخ زین الدین نے فرمایا ہے کہ مجھ سے حافظ ابوسعید بن العلائی نے بیان فرمایا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کے کلام میں دیکھا جو ایک قدیم جزو میں تھا اور اس پر ابن ناصر وغیرہ حفاظ حدیث کا لکھا ہوا تھا کہ امام احمد بن حنبل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر بوسہ دینے اور حضورؐ کے منبر کو بوسہ دینے کے متعلق سوال کیا گیا تو امام احمد نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں ہے پھر ہم نے یہ جزو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کو دکھایا تو انھوں نے اس پر بہت تعجب کیا اور کہا مجھے تعجب ہے امام احمد میرے نزدیک بہت بزرگ اور صاحب مرتبہ ہیں۔ شیخ زین العابدین فرماتے ہیں کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے کیونکہ ہم سے روایت کی گئی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے امام شافعی کے کرتے کو دھویا اور دھویا ہوا پانی پی لیا۔ جب اہل علم کی یہ تعظیم ہے تو صحابہ کی قبروں اور آثار انبیاء کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔

محبّ طبری نے کہا ہے کہ حجر اسود کے چومنے اور ارکان کے استلام سے یہ بات ثابت کی جاسکت ہے کہ ہر وہ چیز چومی جاسکتی ہے جس کے چومنے میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو کیونکہ اس بارے میں کوئی چیز اگر اچھا ثابت کرنے کے لیے نہیں وارد ہوئی ہے تو برا ثابت کرنے کے بارے میں بھی کوئی چیز وارد نہیں ہوئی ہے اور فرمایا کہ میں نے اپنے جد محمد بن ابی بکر کی تحریر میں امام ابوعبداللہ محمد بن ابی الصیف سے روایت دیکھی ہے کہ وہ لوگ جب قرآن کو دیکھتے تو اسے بوسہ دیتے اور جب حدیث کو دیکھتے تو اسے بوسہ دیتے اور جب صالحین کی قبروں کو دیکھتے تو انھیں بوسہ دیتے۔

(ترجمہ عین القاری شرح بخاری، ص:۶۰۷ جلد:۴)

بعض احکام صرف مخصوص بندوں کے لیے ہوتے ہیں اس لیے ان کو عام مسلمانوں کے مقابلے میں خاص کر کافر بنانے کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح مرتبے کے اعتبار سے بھی سب انسان، سب مسلمان، سب صحابی بلکہ سب پیغمبر یکساں نہیں تھے۔

تلک الرسول فضلنا بعضھم علی بعض (قرآن)

ولکل درجٰت مما عملوا (قرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، نہ شگون لیتے ہیں اور خدا پر توکل کرتے ہیں۔ (ترجمہ بخاری ومسلم)

صاحب النہایہ نے کہا ہے کہ یہ ان اولیاء اللہ کی صفت ہے جو اسباب دنیا سے اعراض کرتے ہیں۔ رہے عام لوگ تو ان کے لیے علاج اور دوا کی اجازت دی گئی ہے کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب اپنا پورا مال خدا کے راستے میں دے دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا اور قبول کرلیا۔ کیونکہ حضور کو حضرت ابوبکر کے یقین و اعتقاد اور صبر کا حال معلوم تھا، لیکن جب ایک اور شخص کبوتر کے انڈے کے برابر سونا لایا اور عرض کیا کہ میرے پاس اب اور کچھ نہیں ہے تو حضور نے وہ سونا اس پر پھینک دیا۔

(ترجمہ از مرقاۃ، ص:۸۳، جلد:۵)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون لیتے ہیں نہ جھاڑ پھونک کراتے ہیں اور نہ داغ کے ذریعہ علاج کراتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں تو عکاشہ ابن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے کردے تو حضورؐ نے دعا دی کہ اللہ ان کو ان لوگوں میں کردے تو ایک شخص اور کھڑا ہوگیا اور عرض کیا کہ حضور میرے لیے بھی دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے حضور نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گئے۔ (بخاری، مسلم)

(از مشکوٰۃ، جلد:۸، ص:۵۸)

☆

متفرق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہیں۔ اللہ نے اپنے کرم اور نعمتوں کے خزانے ان کو بخش دیے ہیں۔ حضور جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں منع فرمادیں۔

(ترجمہ از جوہر نظم ابن حجر مکی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک سے مدد مانگنا ضروری ہے۔ آپ میرے پناہ دینے والے ہیں جب کہ مصیبت کا ہجوم ہو اور وہ دل پر اپنا ناخن گڑادے۔

(ترجمہ شاہ ولی اللہؒ در شرح قصیدہ اطیب النعم)

بزرگوں کی روح کی طرف توجہ کرنا چاہیے۔ ان پر فاتحہ پڑھے۔ ان کی قبروں کی زیارت کے لیے حاضر ہو اور ان سے انجذاب کی بھیک مانگے۔

(ترجمہ از ہمعات، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنین کے نصب العین و عبادت کرنے والوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ ہر حالت میں اور ہر وقت خاص کر عبادت کی حالت میں۔ اس حالت میں نورانیت اور انکشاف زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے۔ بعضے عرفا نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب جو التحیات میں ہے اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام موجودات کے تمام ذروں اور تمام عالم میں سمائی ہوئی ہے۔ پس آنحضرتؐ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ اس مشاہدے سے غافل نہ رہے۔

(ترجمہ از مسک الختام نواب سید صدیق حسن خاں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی نظر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے

اور میں اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

روایت کیا ہے اس حدیث کو بخاری نے (ترجمہ)

خدا جس بندے کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں ہو جاتے ہیں۔ کون سا کام ہے جو وہ نہیں کر سکے گا۔ ایسے اولا سے مدد مانگنا کس طرح حرام ہو سکتا ہے۔ مولانا روم نے ایسے ہی بندوں کے لیے کہا ہے:

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اولیارا ہست قدرت ازالہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ واصحابہ اجمعین.

○